

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

حبیب الرحمن اعظمی

روزہ کی حقیقت

عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا نام روزہ ہے یہ عبادت اسلام سے پہلے دیگر مذاہب میں بھی کیفیت و کمیت کے فرق کے ساتھ مشروع تھی جیسا کہ قرآن خود شہادت دے رہا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون .

(اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے

تا کہ تم پر ہیبت گار ہو جاؤ)

لیکن جس طرح اسلام نے نماز، زکوٰۃ میں جامعیت و مرکزیت پیدا کر کے انھیں دیگر ادیان و مذاہب کے نماز و زکوٰۃ سے ممتاز بنا دیا۔ اسی طرح سے روزہ کو بھی دیگر مذاہب کے روزوں کے مقابلہ میں اختصاص و امتیاز عطا کیا گیا۔ چنانچہ اسی غرض سے صوم مفروض کو ایک مہینہ کے لیے خاص کیا گیا اور پھر اس کے لیے وہ مہینہ منتخب کیا گیا جس میں اللہ کی جانب سے مسلمانوں کو دستور ہدایت یعنی قرآن مرحمت فرمایا گیا ارشاد خداوندی ہے۔

شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی والفرقان

فمن شہد منکم الشهر فلیصمه (البقرہ)

(رمضان وہ مہینہ ہے جس میں نازل کیا گیا قرآن جو انسانوں کے لیے ہدایت ہے اور

ہدایت کی واضح دلیل اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے لہذا جو شخص اس مہینہ کو پائے تو

اُس کے روزے ضرور رکھے۔)

روزہ کی مصلحتیں

(۱) ہمیں اس بات پر یقین کامل ہے کہ روزہ کی فرضیت میں بہت سی حکمتیں و مصلحتیں پوشیدہ ہیں اگرچہ ہمارا نارسا ذہن ان تمام اسرار و حکم اور مصالح تک نہ پہنچ سکے البتہ بعض حکمتیں جو سمجھ میں آرہی ہیں انھیں یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے خود اپنے وجود پر... غور کرنا چاہئے کہ انسان کی اصل حقیقت کیا ہے۔ کیا انسان گوشت و پوست اور ہڈی چمڑے کے اس ظاہری مجموعہ کا نام ہے یا اس کی حقیقت اس ظاہری ڈھانچے کے علاوہ کچھ اور ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف اس ظاہری ڈھانچے کو انسان کبھی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں انسان سے زیادہ حقیر اور کم درجہ کی کوئی اور مخلوق نہ ہوگی حالانکہ انسان اشرف مخلوقات اور خلاصہ کائنات ہے اس لیے لازمی طور پر یہ ماننا ہوگا کہ انسان اس ظاہری شکل و صورت کا نام ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور ہی چیز کا نام ہے جس کی بنا پر وہ تمام مخلوقات میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی چیز ہے جس کے ذریعہ انسانیت کا وجود متحقق ہوتا ہے تو نفسِ انسانی میں غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ درحقیقت انسان ایک جوہر روحانی کا نام ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے غور و فکر کی استعداد و صلاحیت پیدا کر رکھی ہے جس کے ذریعہ وہ نہ صرف سمجھتا بوجھتا ہے بلکہ پوری کائنات پر حکومت کرتا ہے اور اسی امتیازی وصف کی بنا پر مسبود ملائکہ بنایا گیا۔ چنانچہ قرآن حکیم اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

اذ قال ربك للملائكة اني خالق بشرا من طين فاذا سويتة و نفخت فيه من روحي فقواله ساجدين. (سورہ ص)

(جب کہا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا۔ پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں اپنی رُوح سے تو تم جھک پڑو سجدہ میں۔)

چونکہ خواہشات نفسانیہ کو دبانے سے قوت روحانیہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے روزہ میں خواہشِ بطن و فرج کی شکست و ریخت ہوتی ہے۔ اس لیے لازمی طور پر روحانیت کو قوت و طاقت ملے گی اور اسی جوہر روحانی سے آدمی انسان کہلاتا ہے تو گویا روزہ کے ذریعہ انسانیت کی تشکیل و تکمیل ہوتی ہے۔

(۲) روزہ سے جہاں روح کو طاقت ملتی ہے وہیں اس سے بدن کی بھی اصلاح ہوتی ہے اس لیے کہ اکثر امراض معدہ کی خرابی کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں (چنانچہ کہا جاتا ہے ”المعدة ام

الامراض“ معدہ بیماریوں کی جڑ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ ”ملاء ابن آدم وعاء شرا من بطنہ“ انسان کے لیے سب سے خراب بات اپنے شکم کو پر کرنا ہے۔ لہذا جب پیٹ کا بھرنا۔ امراض اور بیماریوں کا پیش خیمہ ہے، تو اس کا علاج یہ ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جائے اور روزہ کے اندر یہی بات ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جاتا ہے۔ جس سے بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے اور آدمی بہت سے امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۳) روزہ کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے آدمی کے اندر صبر و استقامت کی قوت پیدا ہوتی ہے (جو انسان کے لیے بڑی خوبی کی چیز ہے) روزہ دار کے سامنے عمدہ اور مغرب غذائیں ٹھنڈا اور شیریں پانی رکھا رہتا ہے مگر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا حالانکہ بظاہر اس کو ان چیزوں کے استعمال کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ لیکن اس کا ضمیر اس کے لیے تیار نہیں ہوتا کہ وہ اپنے روزہ کو برباد کر کے خدا کے غضب کا مستحق بنے ایک مہینہ کی یہ مشق و تمرین لامحالہ انسان کے اندر استقامت و استقامت کی طاقت پیدا کرے گی۔ چنانچہ ماہرین نفسیات نے اپنے علم و تجربہ کی بنیاد پر یہ بات کہی ہے کہ روزہ سے زیادہ ارادوں میں پختگی اور عزائم میں پائیداری پیدا کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے بطور خاص جوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔

يا معشر الشباب من استطاع منكم بقاء فليتزوج فانہ اغض للبصر واحصن

للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانہ له وجاء. (بخاری شریف)

(اے جوانوں! تم میں سے جس کے اندر استطاعت ہو وہ ضرور نکاح کرے اس لیے کہ نکاح نگاہوں کو پست رکھنے والا اور فرج کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا وہ اپنے اوپر روزہ کو لازم کر لے اس لیے کہ روزہ اس کے لیے بندش کا کام دے گا)۔

ایک موقع پر اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

لُكُلْ شَيْءٍ زَكَاةٍ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ.

(ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے)

اس حدیث پاک میں روزہ کو نصف صبر اس لیے فرمایا گیا ہے کہ انسان کے اندر تین قوتیں ہیں ایک قوت شہوانی، دوسری قوت غضبی اور تیسری قوت روحانی اور روزہ سے انسان قوت شہوانی پر غالب آجاتا ہے تو گویا اُسے نصف صبر حاصل ہو گیا۔

(۴) اسلام صرف نام و نمود کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ دین جہاد ہے۔

یہ شہادت کہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا اور جہاد کے لیے صبر و استقامت ایک لازمی چیز ہے۔ لہذا جو شخص اپنی ذات کے مقابلہ میں جہاد نہیں کر سکتا وہ اپنے دشمن سے کیا مقابلہ کرے گا۔ اور جس کا اپنے نفس پر قابو نہیں چلتا وہ اپنے دشمن کو کیونکر زیر کرے گا۔ اور جسے ایک دن کی بھوک و پیاس پر صبر نہیں ہوتا وہ گھر بار چھوڑنے پر کیسے صبر کرے گا۔ اس لیے سال میں ایک ماہ کے روزے کا حکم دے کر صبر و استقامت کی تمرین کرائی جاتی ہے تاکہ آدمی جہاد کے لیے تیار ہو جائے۔

(۵) روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر و منزلت کا عرفان پیدا ہوتا ہے کیونکہ ”تعرف الاشیاء باضدادہا“ جب تک آدمی کو بھوک و پیاس کی شدت کا احساس نہ ہو اُسے کھانے پینے کی سچی قدر کیا ہوگی اور جب ان نعمتوں کی قدر و منزلت کی معرفت حاصل ہوگی تو اس کا زیادہ سے زیادہ حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس طرح روزہ اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی عبادت پر آمادہ کرنے میں ایک قوی اثر رکھتا ہے۔ اسی لیے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے فقر کو غنا پر ترجیح دی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

عرض علیّ ربی لیجعل لی بطحاء مکة ذہبا قلت لا یارب ولكن اشبع یوما واجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیک و ذکرک و اذا شبعت شکرک و حمدتک. (ترمذی)

(مجھ پر میرے رب نے یہ بات پیش کی کہ میرے لیے بطحاء مکہ سونا بنا دیا جائے تو میں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے اس کی ضرورت نہیں میں تو ایک دن آسودہ شکم رہوں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا۔ جس دن بھوکا رہوں گا آپ سے تضرع کروں گا اور آپ کو یاد رکھوں گا۔ اور جس دن آسودہ رہوں گا آپ کا شکر اور حمد کروں گا۔)

(۶) پھر روزہ کی وجہ سے جب آدمی بھوک و پیاس کی شدت کو محسوس کرتا ہے تو اس کے اندر غرباء و مساکین کی تکلیف کا احساس بیدار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ناز و نعمت میں پلا ہوا جس نے بھوک و پیاس کی تکلیف کبھی برداشت نہ کی ہو۔ اُسے بھوکوں، پیاسوں کی حالت زار اور اذیت کا کیا علم ہوگا۔ لیکن روزہ کی وجہ سے جب اُسے بھوک کی اذیت کا ذاتی تجربہ ہوتا ہے تو پھر اس کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوگا، کہ غریبوں اور ناداروں کی امداد و اعانت کر کے انھیں اس تکلیف و اذیت سے بچائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے متعلق ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں جب اموالِ فنی کی وجہ سے آپ کی تنگدستی دور ہوگئی تھی اس زمانہ میں آپ نے روزوں کی تعداد میں زیادتی فرمادی تھی۔ اور جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ ”روزہ اس لیے رکھتا

ہوں تاکہ غریبوں کو بھول نہ جاؤں۔“

(۷) اور ان سب مصالِح کے علاوہ سب سے اہم بات جو روزہ سے حاصل ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دینا ہے اور یہ تسلیم اور خود سپردگی ہر عبادت کا حاصل اور خلاصہ ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

سمعنا و اطعنا غفرانك ربنا و اليك المصير. (البقرہ)

(ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔)

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب الغلمین.

(یقیناً میری نماز اور میری دیگر عبادتیں اور میری حیات اور موت سب اللہ ہی کے لیے ہے) اور یہ تسلیم و رضا روزہ کے ذریعہ یوں حاصل ہوتی ہے کہ روزہ دار کے سامنے اس کی مرغوبات موجود ہیں جن کے استعمال پر وہ قدرت بھی رکھتا ہے اور ان کے استعمال کی اُسے شدید خواہش بھی ہوتی ہے۔ لیکن وہ محض اللہ کی رضا کے لیے انہیں ہاتھ نہیں لگاتا اور ان کے استعمال سے رُکارتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو بطور خاص اپنی جانب منسوب فرمایا ہے۔

کل عمل ابن آدم له الا الصيام فانه لى وانا اجزى به يدع طعامه من اجلى

و يدع شرابه من اجلى و يدع لذته من اجلى و يدع زوجته من اجلى. (ابن خزیمہ)

(انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے البتہ روزہ یہ خاص میرے لیے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وہ میرے لیے اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے میرے لیے اپنا پینا چھوڑ دیتا ہے، میرے لیے اپنی لذت چھوڑ دیتا ہے اور میرے لیے اپنی بیوی کو چھوڑ دیتا ہے۔)

روزہ کی مشروعیت سے مقصود انسان کو تنگی اور دشواری میں مبتلا کرنا نہیں ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ روزہ کی فرضیت کے بعد اس حکمت کو بیان کرتے ہیں۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر. (البقرہ)

(اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا ہے تم پر دشواری)۔

بلکہ روزہ سے مقصود روحانیت کو قوی کرنا ارادہ میں استحکام پیدا کرنا اور صبر و رضا کا خوگر بنانا جسم کو امراض سے بچانا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی انسان کے دل میں قدر و منزلت پیدا کرنا ہے۔

خداے رحیم و کریم ہمیں اس ماہ خیر و برکت کی کما حقہ قدر کی توفیق بخشے اور اس کی بے پایاں

نعمتوں سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

